THE AKHBAR ALHAKAM

سلسلہ عالیہ احمدیہ کا سب سے پہلا اور مشہور و معروف اخبار

الحکم

اِنَّ اللّٰہَ لَا یُغَیِّرُ مَا بِقَوْمٍ حَتّٰی یُغَیِّرُوْا مَا بِاَنْفُسِھِمْ

بے شک خدا کسی قوم کی حالت نہیں بدلتا جب تک وہ قوم اپنی حالت کو نہ بدلے۔

بیا در بزم مستاں تا بہ بینی عالمے دیگر
بہشتے دیگر و ابلیس دیگر آدمے دیگر

قیمت جو ہر حالت میں پیشگی لی جاوے گی

والیان ریاست اور امراء سے

معاونین الحکم سے

عوام سے

سرپرستان الحکم

قادیان دارالامان کے کارخانہ انوار احمدیہ سے اللہ تعالیٰ کے فضل سے ۷-۱۴-۲۱-۲۸ کو شائع ہوتا ہے

چہ گویم با تو گر آئی چہا در قادیاں بینی ✿ دوا بینی شفا بینی غرض دارالاماں بینی ✿ ایڈیٹر شیخ یعقوب علی تراب احمدی عرفانی

| نمبر ۵ | مورخہ ۲۸ جنوری سنہ ۱۹۲۳ء یوم یکشنبہ | جلد ۲۵ |
|---|---|---|




## حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا ایک مکتوب

الحکم کے ناظرین میں سے اکثر احباب مرحوم چودھری الٰہداد صاحب کے نام سے شاید واقف ہوں چودھری صاحب شاہ پور میں سرکاری ملازم تھے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ساتھ انکو بہت محبت اور اخلاص تھا۔ اور وہی اخلاص انہیں آخرکار شاہ پور کی سرکاری ملازمت اور اسکے ساتھ آیندہ کی اُمیدوں کو ترک کرنے کا موجب ہوا جب ملازمت ترک کر کے آئے تو پھر ایسے آئے کہ واپس نہ گئے میگزین کے اجرا پر وہ دفتر میگزین میں ہیڈ کلرک ہوئے اور اسی خدمت کو سرانجام دیتے دیتے مالک حقیقی کے حضور جا پہونچے اور اب مقبرہ بہشتی میں آرام کرتے ہیں۔ ان کے حالات زندگی انشاء اللہ العزیز الحکم میں آئیں گے۔

یہ مکتوب آج میں الحکم میں شائع کر رہا ہوں انہیں کے نام ہے جو حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے ۲۰ فروری ۱۹۰۲ء کو تحریر فرمایا۔ اکثر ہر انسان کم و بیش مختلف قسم کی ابتلاؤں اور تکلیفوں میں مبتلا ہو جاتا ہے۔ اور وہ گھبرا جاتا ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا یہ مکتوب ایسے لوگوں کے زخمی دل کے لئے ایک سکون بخش مرہم ہے اور ازدیاد ایمان کا بہترین ذریعہ۔ امید ہے کہ ناظرین اپنے محبوب آقا کی بیس برس پیشتر کی باتوں سے ایمان و معرفت کی ترقی کا سامان حاصل کرینگے۔

(ایڈیٹر)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نحمدہ و نصلی علیٰ رسولہ الکریم

مجبی اخویم منشی الٰہداد صاحب کلرک سلمہ اللہ تعالیٰ السلام علیکم و رحمۃ اللہ و برکاتہ۔ آپ کا عنایت نامہ پہنچا۔ یاد رہے کہ ہر ایک مومن کے لئے کسی حد تک تکالیف اور ابتلا کا ہونا ضروری ہے۔ اسکو صدق دل سے برداشت کرنا چاہئے جو شخص اس بات پر یقینی ایمان لاتا ہے کہ میرا خدا ہے جو قادر اور کریم اور رحیم اور حلیم ہے اسکو اپنے ایمان کے موافق استقامت اور استقلال دکھانا چاہیئے۔ وہ خدا تو قادر ہے ایک دم میں مشکلات پیش آمدہ حل کر دے مگر بندہ کی تربیت کے لئے جو اسکے مصالح کسی حد تک اس کا ابتلا چاہتے ہیں

### اُن مصالح کو ترک کرنا حقیقی رحمت کے برخلاف

سو یقین رکھو کہ وہ خدا موجود ہے جو ہر ایک مصیبت ایک دم میں دور کر سکتا ہے اور وہ اس سے بیخبر نہیں ہے مگر اس کی مصلحت اور حقیقی رحمت یہ کام کر رہی ہے۔ اپنی نماز وں میں اپنی زبان میں اپنی مشکلات کے لیئے دعا کرتے رہو قیام میں رکوع میں سجدہ میں التحیات میں ہر ایک وضع میں دعا کرو کوئی نیا امر نہیں ہے سُنت اللہ ہے جس مومن سے خدا پیار کرتا ہے اسکو کسی قدر ابتلا کا مزہ چکھاتا ہے تا اسکی آنکھ کھلے اور وہ سمجھے کہ دنیا کیا چیز ہے؟ اور کس قدر تلخیوں کی جگہ ہے۔ سو ضرور ہے کہ کسی قدر یہ دکھ پہونچیں اور درحقیقت کوئی دکھ دکھ نہیں ہے

### صرف ایمان کا قصور دکھ ہے

صدق سے اپنے تئیں خدا کے حوالہ کرو۔ اور یقین سے سمجھو کہ وہ اُن لوگوں کو ضائع نہیں کرتا جو اسکے ہو جاتے ہیں۔ سچی توبہ کرو۔ اور گناہوں سے اپنی زبان میں خدا سے معافی چاہو تا وہ رحم کرے

یہ کوئی نئی بات نہیں کوئی اس دروازہ سے نہیں آتا جسکو یہ سب کچھ دیکھنا نہیں پڑتا بلکہ اس سے زیادہ خدا طاقت بخشے۔ چند روز دنیا ہے۔ مخلوق طاعون سے مر رہی ہے۔ ہمت سے اپنا صدق دکھلاؤ اس امتحان کے وقت اسبات میں خوبی نہیں کہ بہت جزع فزع کرے مخلص چاہیئں بلکہ اسمیں خوبی ہے کہ ایسے موقع پر استقلال دکھلاوے۔ والسلام۔ ۲۰ فروری ۱۹۰۲ء۔

خاکسار مرزا غلام احمد (علیہ الصلوٰۃ والسلام)


انوار احمدیہ پریس قادیان دارالامان میں باہتمام شیخ یعقوب علی تراب احمدی عرفانی پرنٹر و پبلشر نے چھپوا کر شائع کیا۔

# کہ حبیب کم نہیں وصل حبیب سے

## سیرۃ مسیح موعود علیہ السّلام کا ایک ورق

## شمائل و اخلاق کی ایک شان

## دشمنوں کو کس طرح معاف کر دیتے تھے

## لا تثریب علیکم الیوم کا ایک نمونہ

**الحکم** کی خصوصیات میں سے ایک یہ بھی ہے کہ وہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی **سیرۃ** کے اوراق کو کبھی کبھی شائع کیا کرتا ہے۔ اصل بات یہ ہے کہ اسے اپنے **محبوب آقا** کو دنیا کے سامنے پیش کرنا ہے وہ اسی مقصد کو لیکر جاری ہوا تھا اور یہی مقصد آخری وقت تک اسکے مدنظر ہے۔

آج میں حضرت **مسیح موعود** کی سیرۃ کا جو **ورق** پیش کرتا ہوں وہ اپنی **نوعیت** کے لحاظ سے ایک ایسی **شان** اور نمونہ **شمائل** احمدیہ کا ہے کہ اسکی **نظیر** دوسری جگہ نہیں ملے گی۔

حضرت **مسیح ناصری** علیہ السلام نے یہ تعلیم تو بیشک دی ہے کہ اپنے دشمنوں کو پیار کرو۔ مگر اس کا عملی نمونہ آپ کی زندگی میں ہرگز پایا نہیں جاتا۔ آپ کو نہ وہ **مقدرت** اور موقع نصیب ہوا کہ آپ کے دشمن پکڑے ہوئے آپ کے سامنے آتے اور ان کو معاف کر دیتے۔ میری غرض اس سے **نعوذ باللہ** حضرت مسیح علیہ السلام کی ہتک نہیں وہ خدا تعالیٰ کے ایک **نبی تھے** اور قرآن کریم نے آپ کی **شان** اور عظمت کا ذکر فرمایا ہے جس پر ہر مسلمان ایمان لاتا ہے مگر یہ امر واقعہ ہے کہ انکو اپنے عہد میں **اقتدار و حکومت** کا وہ موقعہ نہ ملا کہ وہ اپنے دشمنوں سے محبت و پیار کا کوئی نمونہ دکھا سکتے۔ ہاں یہ موقعہ ہمارے سرور اور آقا حضرت **محمد مصطفیٰ** صلی اللہ علیہ وسلم کو علیٰ وجہ الاتم حاصل ہوا۔ وہ مکہ جہاں سے آپ بیحد تکالیف اٹھا کر ہجرت پر مامور ہوئے تھے۔ وہ مکہ جہاں آپ کے خادموں پر انتہائی مظالم اور ستم توڑے گئے۔ اور **نااہل ناحق شناس** دشمنوں نے غریب اور ضعیف عورتوں پر ظلم کیئے۔ جب آپ نے اسکو فتح کیا تو باوجودیکہ آپ ایک **شہنشاہ فاتح** کی حیثیت سے داخل ہوئے اور آپ کو **حق** تھا کہ ان **ظالموں** کو انکے کیفر کردار کی سزا دیتے مگر آپ نے انکو **فوراً معاف کر دیا** دنیا کی تاریخ میں عفو و رحم کی ایسی **نظیر** اور مثال نہیں ملے گی۔ اسی طرح حضرت **مسیح موعود** علیہ السلام کی زندگی میں ایسے واقعات ملتے ہیں اور بنا بریں ہے اکثر میری آنکھوں کے سامنے ہوئے ہیں کہ آپ نے اپنے دشمنوں کو **صاف معاف کر دیا** ہے۔

میں اس وقت ایک واقعہ کا ذکر کروں گا۔

جن دوستوں کو قادیان آنے کا اتفاق ہوا ہے ان کو دفتر بیت المال اور مسجد اقصیٰ کے **محل وقوع** کا پتہ ہے اور اسکے سامنے گول کمرہ ہے۔ دفتر محاسب اور گول کمرہ کی دیوار کے درمیان سے بازار اور **مسجد اقصیٰ** کو راستہ جاتا ہے اور چھوٹی مسجد کو بھی۔ آج سے بیس بائیس برس پیشتر نہ تو گول کمرہ کے سامنے کے احاطہ کی دیواریں تھیں اور نہ دفتر **محاسب** کے کمرے تھے۔ دفتر محاسب کے کمروں کے بجائے ایک **چار دیواری** بدون چھت کے تھی اور اس جگہ کسی **زمانہ** میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے چچازاد بھائیوں کا خراس ہوتا تھا بالآخر یہ جگہ خاکسار **ایڈیٹر الحکم** کے توسط سے خریدی گئی اور توسیع **مسجد مبارک** کے لیئے اسے **مخصوص** کیا گیا۔ نیچے **دفاتر** اور اوپر کا حصہ شامل مسجد مبارک ہو گیا۔

غرض وہ گلی جو بازار اور جامع مسجد کو جاتی ہے ایک **شارع عام تھی**۔ حضرت **مسیح موعود** کے چچازاد بھائیوں میں سے **مرزا امام الدین** کو حضرت صاحب کی اور سلسلہ کے ساتھ عداوت اور عناد تھا اور وہ کوئی دقیقہ **تکلیف دہی** کا باقی اٹھا نہ رکھتے تھے۔ ایک مرتبہ اس نے اپنے دوسرے بھائیوں کے ساتھ ملکر اس راستہ کو جو **بازار** اور مسجد مبارک کا تھا **ایک دیوار** کے ذریعہ **بند کر دیا**۔ دیوار ہماری آنکھوں کے سامنے بن رہی تھی اور ہم کچھ نہیں کر سکتے تھے اس کی یہ وجہ نہ تھی کہ ہم کچھ نہ کر سکتے تھے بلکہ

## حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی تعلیم تھی کہ شر کا مقابلہ شر سے نہ کرو۔

ورنہ اگرچہ جماعت اسوقت بہت قلیل تھی اور قادیان میں بہت ہی تھوڑے آدمی تھے لیکن اگر اجازت ہوتی تو وہ **دیوار ہرگز نہ بن سکتی**۔ چنانچہ ایک دوسرے موقعہ پر جب حضرت **مسیح موعود** علیہ السلام کی اجازت سے حضرت کی ذاتی زمین پر ایک مکان بنانے کا ارادہ کیا گیا اور فریق مخالف نے روکنے کا ارادہ کیا تھا تو ایک ہی **دن میں وہ پورا مکان بن گیا تھا**۔

وہ **ایام عجیب ایام** تھے۔ ابتلاؤں پر ابتلا آتے تھے اور جماعت ان ابتلاؤں کے اندر ایک **لذیذ ایمان** کے ساتھ اپنی ترقی کی منزلیں طے کرتی تھی۔ غرض وہ **دیوار** چن دی گئی اور اس طرح ہم سب کے سب **پانچوقت کی نمازوں کے لیئے مسجد مبارک میں جانے سے روک دیئے گئے**۔

اور مسجد مبارک کے لیئے حضرت صاحب کے مکانات کا ایک چکر کاٹ کر آنا پڑتا تھا۔ یعنی اس کوچہ میں سے گزرنا پڑتا تھا جو حضرت مولوی نور الدین صاحب خلیفہ اول رضی اللہ عنہ کے مکان کے آگے سے جاتا ہے اور پھر **منور بلڈنگ** کے پاس سے بازار کی طرف کو حضرت میرزا **بشیر احمد** صاحب کے مکان کی طرف کو چلا جاتا ہے۔ جماعت میں بعض **کمزور** اور **ضعیف العمر** انسان بھی تھے بعض **نابینا** تھے اور بارشوں کے دن تھے۔ راستہ میں کیچڑ ہوتا تھا اور بعض بھائی اپنے مولیٰ حقیقی کے حضور نماز کے لیئے جاتے ہوئے گر پڑتے اور ان کے کپڑے گارے کیچڑ میں لت پت ہو جاتے تھے۔ ان **تکلیفوں** کا اندازہ بھی آج مشکل ہے جبکہ احمدیہ چوک میں پکے فرش پر سے احباب گزرتے ہیں۔ حضرت **مسیح موعود** اپنے خدام کی ان **تکالیف** کو دیکھ کر بہت تکلیف محسوس کرتے تھے مگر کچھ چارہ سوائے اسکے نہ تھا کہ

## حضرت رب العزت کے سامنے گڑ گڑائیں

غرض وہ دیوار ہو گئی۔ راستہ بند ہو گیا۔ اور پانی تک بند کر دیا گیا۔ آخر مجبوراً عدالت میں جانا پڑا اور عدالت کے فیصلہ کے موافق خود دیوار بنانے والوں کو اپنے ہی **ہاتھ سے دیوار ڈھانی پڑی** جو بجائے خود ایک **نشان** تھا اور اسکی تفصیل انہیں دنوں میں **الحکم** میں چھپ چکی ہے۔

عدالت نے نہ صرف دیوار گرانے کا حکم دیا بلکہ **حرجانہ اور خرچہ کی ڈگری بھی فریق ثانی پر کر دی**۔

ناظرین خیال کرینگے کہ جس فریق نے آپ کو اور آپ کی جماعت کو اس قدر تکلیف دی ہو کہ ان کی آمدورفت کا راستہ محض ایذا دہی کے لیئے بند کر دیا ہو اور پانی بند کر کے کربلا کا نمونہ دکھایا ہو۔ کیا وہ فریق اس قابل تھا کہ **اسکے ساتھ کوئی سلوک کیا جاتا**؟

اس جرم کی پاداش میں جو سلوک بھی ان سے کیا جاتا وہ **عقل** اور **انصاف و اخلاق کے معیار** پر بالکل جائز اور درست ہوتا مگر **اخلاق** اور **اعلیٰ اخلاق کے معلم کی زندگی کے آئینہ میں دیکھو کہ**

## وہ ان دشمنوں کے ساتھ کیا سلوک کرتا ہے

حضرت اقدس نے کبھی اس خرچہ اور **حرجہ کی ڈگری** کا اجرا پسند نہ فرمایا۔ یہاں تک کہ اسکی میعاد گزرنے کو آ گئی۔ جب گورداسپور میں **مقدمات** کا ایک سلسلہ شروع ہو گیا تو خواجہ کمال الدین صاحب نے محض اس خیال سے کہ اسکی میعاد نہ گزر جائے اسکے اجرا کی کارروائی کی۔ اور اس میں حسب ضابطہ نوٹس **مرزا نظام الدین صاحب** کے نام جاری ہوا کہ اسوقت فریق ثانی میں سے وہی زندہ تھے مرزا امام الدین فوت ہو چکے تھے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو اس واقعہ کی کچھ خبر نہ تھی۔ مرزا نظام الدین صاحب کو جب نوٹس ملا تو انھوں نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو ایک خط لکھا میں اس وقت قادیان میں موجود تھا مرزا نظام الدین صاحب نے مجھکو وہ خط سنایا۔ اسکا مضمون یہ تھا کہ دیوار کے مقدمہ کے خرچہ وغیرہ کی ڈگری کے اجرا کا نوٹس میرے نام آیا ہے اور میری حالت آپکو معلوم ہے اگرچہ میں **قانونی** طور پر اس روپیہ کے ادا کرنے کا پابند ہوں اور آپ کو بھی حق ہے کہ آپ ہر طرح وصول کریں مجھکو یہ بھی معلوم ہے کہ ہماری طرف سے ہمیشہ کوئی نہ کوئی تکلیف آپ کو پہنچتی رہی ہے مگر یہ بھائی صاحب کی وجہ سے ہوتا تھا۔ مجھکو بھی شریک ہونا پڑتا تھا۔ آپ رحم کر کے **معاف فرما دیں** تو آپ اس قابل ہیں وغیرہ وغیرہ۔ یہ اس خط کا مفہوم تھا اور یہ بھی چاہا گیا تھا کہ اگر معاف نہ کریں تو باقساط وصول کر لیں۔

حضرت اقدس اسوقت گورداسپور میں مقیم تھے اور یہ بھی بارشوں کے ایام تھے۔ حضرت اقدس کے پاس جسوقت خط پہنچا آپ نے سخت رنج کا اظہار کیا کہ کیوں اجرا کرائی گئی ہے **مجھ سے کیوں دریافت نہیں کیا گیا**۔ اسوقت خواجہ صاحب نے یہی عذر کیا کہ محض میعاد کو محفوظ کرنے کے لیئے ایسا کیا گیا ورنہ اجرا مقصود نہ تھا۔

حضرت اقدس نے اس عذر کو بھی پسند نہ فرمایا اور فرمایا کہ

**آیندہ کبھی اس ڈگری کو اجرا نہ کرایا جاوے ہمکو دنیاداروں کی طرح مقدمہ بازی اور تکلیف دہی سے کچھ کام نہیں۔** انھوں نے اگر تکلیف دینے کے لیئے یہ کام کیا تو ہمارا یہ کام نہیں ہے۔ **خدا تعالیٰ نے مجھے اس غرض کے لیئے دنیا میں نہیں بھیجا۔**

اور اسی وقت آپ نے ایک مکتوب مرزا نظام الدین صاحب کے

نام لکھا اور مولوی یار محمد صاحب کو دیا کہ وہ جہاں ہوں انکو جاکر فوراً پہنچا ئیں

چنانچہ مولوی یار محمد صاحب اسے لے کر قادیان پہونچے اور قادیان میں وہ نہیں نہ پاکر بعد یہ معلوم کرکے کہ مرزا نظام الدین صاحب موضع مسانیاں گئے ہوئے ہیں یہ مسانیاں پہونچے اور وہاں جاکر وہ خط انکو دیا گیا جس میں **نہایت ہمدردی کا اظہار تھا** اور انکو اس **ڈگری کے کبھی اجراء کرنے کے متعلق یقین دلایا گیا تھا اور سب کچھ معاف کر دیا تھا**

مرزا نظام الدین صاحب پر اس خط کا جو اثر ہوا وہ انکی زندگی کے **باقی ایام** سے ظاہر ہوتا تھا کہ انھوں نے **عملاً مخالفت** کو ترک کر دیا تھا۔

میں نے نہایت سادہ الفاظ میں واقعات کو لکھدیا ہے اس سے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے **عفو و درگزر** کی جو نمایاں **مثال** نظر آتی ہے مجکو ضرورت نہیں کہ اسے **رنگ آمیزی** سے پیش کروں۔

یہ ہے **عفو و درگزر** کا نمونہ اور **دشمنوں کو معاف کرنے کی تعلیم کا عملی سبق** جو حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اپنی جماعت کو دیا ہے

اسی سلسلہ میں مجھے ایک اور واقعہ کا اضافہ بھی ضروری معلوم ہوتا ہے کیونکہ اس سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ صرف **معاف ہی نہیں کر دیا** بلکہ مزید **احسان** اور **لطف** فرمایا۔ ہمارے ایک نہایت ہی دوست اور حضرت کی راہ میں **فدا شدہ** بھائی حضرت حکیم **فضل الدین** رضی اللہ عنہ کے ساتھ قادیان کے **کچھ لاہے** نے جو ہمیشہ مقدمہ بازی کرنا ضروری سمجھتا تھا، ایک زمین کے متعلق جہاں آجکل شیخ نور الدین تاجر کا مکان ہے مقدمہ بازی شروع کر دی وہ جگہ دراصل حضرت ہی کی تھی حکیم فضل الدین صاحب کو دیدی گئی تھی سو اس جولاہے نے حکیم صاحب مرحوم کے خلاف ایک مقدمہ دائر کر دیا۔ چونکہ حضرت اقدس پسند نہ فرماتے تھے کہ شرارتوں کا مقابلہ کیا جاوے آپ نے حکیم **فضل الدین** صاحب کو **حکم** دیا کہ جواب ہی چھوڑ دو زمینوں کی پروا نہیں **خدا تعالیٰ چاہیگا تو آپ ہی دیگا زمین تو خدا کی ہے**۔ مرزا نظام الدین صاحب کو جب معلوم ہوا تو انھوں نے کہلا بھیجا کہ **آپ اپنے حق کو تو چھوڑتے ہیں مجھے ہی زمین دیدیں اور میں قیمت بھی دیدوں گا**۔ چنانچہ انھوں نے ایک پرامیسری **نوٹ** بھی لکھ کر بھیجدیا۔ مگر حضرت نے فرمایا کہ مرزا **نظام الدین** صاحب ہی کو یہ ٹکڑا زمین کا دیدیا جاوے۔ چنانچہ وہ قطعہ زمین کا دیدیا گیا جو بعد میں مرزا صاحب موصوف نے ایک **معقول قیمت** پر حضرت کے ایک خادم کے ہاتھ فروخت کر دیا مگر حضرت نے کبھی اس زمین کی قیمت یا پرامیسری نوٹ کی رقم کا مطالبہ نہ فرمایا۔ اسلئے کہ آپ کی **فطرت** ہی میں **احسان و مروت** رکھی گئی تھی۔

ان واقعات کے اندر حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی زندگی کے کئی پہلو نمایاں ہیں جن پر اسوقت میں بحث نہیں کروں گا۔ بلکہ انکے لئے **سیرت مسیح موعود** کا حصہ شمائل و اخلاق مخصوص ہے

# سالانہ جلسہ پر حضرت اولوالعزم کی پہلی تقریر

سلسلہ کے لئے دیکھو الحکم نمبر جلد ۲۵ مورخہ جنوری ۱۹۲۳ء

## مولوی محمد علی صاحب اور آخری نبی

اب پیشتر اسکے کہ میں اصل مضمون شروع کروں میں ایک بات کا جواب دیتا ہوں۔ اس سال مجکو ایک مقدمہ میں ایک **شہادت** کے لئے جانا پڑا اور وہ گواہی گورداسپور ہوئی تھی۔ اس **شہادت** میں مجھ سے وکیل نے سوال کیا کہ کیا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم آخری نبی ہیں اور قرآن شریف میں یہ ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کوئی نبی نہیں آئے گا۔ میں نے کہا کہ نہیں۔ اسپر وکیل نے جو مجھ پر جرح کر رہا تھا سوال کیا کہ کیا قرآن میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو **خاتم النبیین** نہیں کہا گیا؟ میں نے کہا ہیں اسپر اس نے سوال کیا کہ کیا قرآن میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی نسبت کوئی ایسی آیت ہے جس کے معنے یہ ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد **کوئی نبی نہ ہوگا** اور وہ کیا ہے میرا جواب یہ تھا کہ یہ ان سے پوچھئے کس آیت سے نکالتے ہیں۔

آخر وکیل نے کہا کہ اچھا جس آیت کے معنے غیر احمدی آخری نبی کے کرتے ہیں وہ کیا ہے؟ میں نے جواب دیا کہ وہ **وَلٰكِنْ رَّسُوْلَ اللّٰهِ وَخَاتَمَ النَّبِيّٖنَ** ہے **خاتم النبیین** کے معنے بعض لوگ آخری نبی کے کرتے ہیں مگر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بیوی (حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا) اس کا انکار کرتی ہیں۔ وکیل نے پوچھا کہ اس لفظ کے معنے **آخری نبی** نہیں۔ میں نے کہا کہ **لغت میں اسکے معنے آخری نبی کے نہیں**۔

وکیل کی غرض اس مقدمہ میں اس قسم کے سوالات سے یہ تھی کہ وہ یہ بتلائے کہ یہ **نیا عقیدہ** ہے اور اسکی وجہ سے **نکاح** ٹوٹ گیا ہے

مولوی محمد علی صاحب کو جب یہ عبارت **معلوم** ہوئی تو انھوں نے جھٹ ایک مضمون لکھ کر اخبارات میں شائع کرایا وہ تو اسی فکر میں رہتے ہیں کہ کوئی موقعہ **اعتراض کرنے کا ہاتھ آئے** خواہ وہ اعتراض ہوتا ہو یا نہ ہوتا ہو

حضرت صاحب فرمایا کرتے تھے کہ بعض مخالفین مجھ پر اعتراض کرنیکی اسقدر فکر میں رہتے ہیں کہ وہ اس مقصد کے لئے میری کتابوں کے پروف تک چرا لیا کرتے ہیں۔ مولوی **محمد علی صاحب** کی یہ حالت تو نہیں مگر تلاش اسکو بھی رہتی ہے کہ کہیں کوئی موقعہ اعتراض کا مل جائے۔ غرض میرے اس بیان پر جو ایک ہندو عدالت میں ہوا تھا اس فقرہ کے بجائے لکھا گیا کہ

**لغت میں ان الفاظ کے معنے آخری نبی کہیں بھی نہیں لکھے**

بہت شور مچایا ہے۔ میں نہیں جانتا کہ عدالت نے لغت کے معنے نہیں سمجھے اور مجھے یہ بھی علم نہیں تھا کہ انھوں نے کیا لکھدیا۔ مولوی صاحب نے **لغت میں نہیں لکھے** کا لفظ جو میری **زبان** سے نہیں نکلا لے کر شور مچانا شروع کیا ہے کہ دیکھو غلط اور جھوٹ کہدیا

عجب ہے کہ لغت کے معنے **تاج العروس** اور دوسری کتابوں میں زبان کے لکھے ہیں گو عوام الناس **لغت** کا لفظ کتاب پر بھی بولتے ہوں مگر میرے بیان سے تو صاف ظاہر تھا کہ میں نے **لغت کا لفظ زبان کے معنوں میں بولا ہے** اور اگر اسوقت میری یہ مراد نہ بھی تو مقابل میں تو ایک مولوی بیٹھا ہی تھا۔ اعتراض جو مولوی محمد علی صاحب کرتے ہیں وہ نہ کرتا اور خاموش رہجاتا؟ حالانکہ وہ ایک مشہور **مخالف** تھا اور سلسلہ پر حملہ کرنے کے لئے ہی اس قسم کے سوالات کئے گئے تھے۔

لغت کی کتابوں میں **خاتم النبیین** کے معنے اگر ایک عقیدہ کی بنا پر آخری نبی کے لئے ہوں تو یہ کوئی حجت نہیں آخر عرب کے کلام میں **خاتم** بفتح تا کے معنے **آخری** کے ہونے چاہئیں لاکھوں لاکھ شعر موجود ہیں کوئی ایک **نظیر** پیش کرنی چاہئے تھی مگر نہیں مل سکتی۔ یہی مفہوم ہے یہ کہا کہ **خاتم النبیین** کے معنے لغت میں **آخری نبی** نہیں اسپر مولوی محمد علی صاحب کو موقعہ ہاتھ آگیا اور غیر احمدی اخبارات نے مضمون لکھے۔ مجکو اپنے بیان کے متعلق یہ شبہ بھی نہ تھا کہ اسکا یہ مطلب لیا جائیگا۔ کیونکہ میں نے جو کچھ کہا تھا وہ بالکل صاف ہے۔ چودھری ظفر اللہ خان صاحب نے پروفیسر **اقبال** کے حوالہ سے بیان کیا کہ جب ان پر یہ **اعتراض** وہرایا تو انھوں نے اسکا یہی جواب دیا جب مولوی محمد علی صاحب کی چٹھی شائع ہوئی تو میں نے کہا کہ شاید الفضل میں غلط چھپ گیا ہوگا اسوقت شیخ عبد الرحمن صاحب مصری کہ جنھوں نے آج تقریر کی ہے ابھی موجود تھی۔ اب غور کرو کہ چودھری ظفر اللہ خان صاحب بھی وہی جواب دیتے ہیں

اور مجکو کبھی وہم میں بھی نہیں آیا کہ میں نے اسوقت **کتب لغت** مراد لی ہو۔ مجھ پر اعتراض ہے سکر یہی خیال گزرا کہ الفضل میں غلط نہ چھپ گیا ہو مگر الفضل میں درست تھا مجسٹریٹ سے غلطی ہوگئی۔

میں نے اپنے جواب میں یہ بھی کہا تھا کہ لغت کی کتابوں کا کام مفردات کے معنے بتانا ہوتا ہے۔ مرکب الفاظ لغت کی کتاب میں نہیں دیکھے جاتے لغت کی کتاب میں سر کے معنے تو دیکھے جا سکتے ہیں مگر **محمد علی کا سر** اگر ہم دیکھنے لگیں تو یہ معنے نہیں ملیں گے۔ پھر اگر ہم سے مطالبہ ہو کہ یہ معنے دکھاؤ تو ہم کہاں سے دکھلائیں گے۔

اضافت سے کسی لفظ کے لئے معنے پیدا نہیں ہو جاتے۔ اور ایسا **محاورات** میں ہو سکتا ہے کیونکہ محاورہ تب ہی ہو سکتا ہے کہ لوگ اس لفظ کو بولتے ہوں اور کثرت سے استعمال میں آتا ہو۔ اگر **خاتم النبیین** کے جو معنے اب مولوی محمد علی صاحب کرتے ہیں **محاورہ** کے معنے ہیں تو انکو بتانا پڑیگا کہ عتبہ، شیبہ، ابوجہل خاتم النبیین کا لفظ بولا کرتے تھے؟ اگر نہیں تو پھر محاورہ کہاں سے ہوگا؟ **اہل عرب** اگر یہ لفظ بولتے تھے اور سمجھتے تھے کہ خاتم کا لفظ جب **نبی** کے ساتھ مل جاوے تو اسکے **معنے آخری نبی کے ہوتے ہیں** تو یہ ان کا فرض تھا کہ وہ اسکی **نظیر پیش کرتے** لیکن جب اسکی نظیر نہیں ملتی تو پھر میرا کہنا ہی صحیح ہے کہ

**لغت میں آخری نبی خاتم النبیین کے معنے نہیں ہیں**

**قرآن کریم** کے معنے ہم یہی لیں گے جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں ہوتے تھے۔ مولوی محمد علی صاحب نے جو چیلنج دیا ہے میں **اسکو قبول کرتا ہوں** اور وہ یہ ہے

مولوی محمد علی صاحب اپنے رسالہ **آخری نبی** میں لکھتے ہیں کہ **خاتم القوم** کے معنے اس قوم کا آخری آدمی ہی کرتے تھے اور کرتے ہیں اور اگر غور کیا جاوے تو **خاتم القوم** کے اور معنے ہی کیا کئے جا سکتے ہیں یہ مطلب تو ہو سکتا ہی نہیں کہ ساری کی ساری قوم ملکر ایک مہر بنا کر رکھ چھوڑی ہو پس یہ محاورہ **خاتم النبیین** کے معنے صرف آخری نبی ہی کے رہ جاویں گے۔

افسوس کی بات تو یہ ہے کہ یہ شخص میری مخالفت میں حق کی پروا نہیں کرتا اور حضرت صاحب کی تحریروں کو بھی نظر انداز کر دیتا ہے اس کی غرض صرف اعتراض کرنا ہی ہے اس سے غرض نہیں کہ وہ حقیقت میں درست ہے یا نہیں۔

میں مولوی محمد علی صاحب کے اس چیلنج کا جواب اس کلام سے دیتا ہوں جسکو خدا تعالیٰ نے کہا کہ یہ **الہامی کلام** ہے اور جو اس شخص پر نازل ہوا جسکو خدا نے **مسیح** اور **مہدی** کہا۔ وہ کون شخص ہے وہی جس کا دروازہ چھوڑ کر وہ چلے گئے ہیں اور ٹھوکریں کھاتے پھرتے ہیں۔ وہ الہامی کلام کیا ہے **خطبہ الہامیہ** جس کے ٹائٹل پیج پر حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے لکھا ہے

**اِنِّیْ عُلِّمْتُھَا اِلْھَامًا مِّنْ رَّبِّیْ وَکَانَتْ اٰیَۃً**

یعنی یہ خطبہ میرے رب نے مجکو الہامًا سکھایا ہے اور یہ خدا تعالیٰ کا ایک **نشان اور معجزہ** ہے جو لوگ اسوقت موجود تھے وہ جانتے ہیں کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے جسوقت یہ خطبہ خدا تعالیٰ کے الہام سے پڑھا ہے اس وقت آپ کی **کیا شان نظر آتی تھی** یہ بقرعید کا دن تھا۔ اور اس خطبے سے پہلے حضرت صاحب نے فرمایا تھا کہ **الہامًا عربی زبان میں خطبہ پڑھنے کا حکم ہوا ہے** (اس خطبہ کے لکھنے کے لئے حضرت خلیفہ اول رضی اللہ عنہ اور حضرت مولوی عبد الکریم رضی اللہ عنہ کو حضرت صاحب نے حکم دیا تھا۔ ایڈیٹر)

غرض یہ وہ **خطبہ** ہے جو **الہام الٰہی** سے آپ کی زبان پر جاری ہوا۔

یہ **خطبہ الہامیہ** صفحہ ۳۸ پر ختم ہوتا ہے اور وہ آخری فقرہ یہ ہے **وَسَوْفَ یُنَبِّئُھُمْ خَبِیْرٌ**۔ اب غور کرو کہ یہ **الہامی کلام** ہے اور حضرت **مسیح موعود** علیہ السلام پر نازل ہوا اور مولوی **محمد علی** سے دیانہ جاننا ہے کہ **خاتم** کا لفظ کس طرح پر استعمال ہوتا ہے۔ اس خطبہ الہامیہ کے صفحہ ۳۵ پر فرمایا ہے کہ

وَاِنِّیْ عَلٰی مَقَامِ الْخَتْمِ مِنَ الْوَلَایَۃِ کَمَا کَانَ سَیِّدِیْ الْمُصْطَفٰی عَلٰی مَقَامِ الْخَتْمِ مِنَ النُّبُوَّۃِ وَاِنَّہٗ خَاتَمُ الْاَنْبِیَآءِ وَاَنَا خَاتَمُ الْاَوْلِیَآءِ لَا وَلِیَّ بَعْدِیْ اِلَّا الَّذِیْ ھُوَ مِنِّیْ وَعَلٰی عَھْدِیْ۔

یہ خدا تعالیٰ کے الہام سے حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے فرمایا اب کیا اس کے یہ معنے ہیں کہ میں **خاتم الاولیاء** ہوں اور آیندہ اب کوئی **ولی نہ ہوگا**؟ کیا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے بعد نعوذ باللہ سب کافر و بیدین پیدا ہوں گے؟ ہر صدی پر جو **مجدد** کے آنیکا وعدہ ہے آیندہ جو مجدد آئیں گے وہ بھی نعوذ باللہ کافر و بیدین ہوں گے؟ خود مولوی محمد علی صاحب اس بات کے بھی قائل ہیں کہ حضرت صاحب کی اولاد میں سے بھی ایک شخص خدا تعالیٰ کا **قرب پانے والا ہوگا** تو کیا وہ قرب یہی ہوگا کہ وہ بھی نعوذ باللہ **بیدین** ہوگا۔

اگر **آخری** کے یہی معنے ہیں جو مولوی صاحب نے سمجھے ہیں تو اسطرح تو کوئی بھی **مومن** نہیں رہتا۔ مگر ایسا نہیں۔ مولوی صاحب نے یہ جو کچھ سمجھا غلط سمجھا اصل بات یہ ہے کہ ولایت کا سلسلہ جاری رہے گا مگر وہی **ولی** ہوگا جو آپ کے سلسلہ میں ہو خود حضرت صاحب نے آپ اسکے معنے کر دیئے ہیں۔

**لَا وَلِیَّ بَعْدِیْ اِلَّا الَّذِیْ ھُوَ مِنِّیْ وَعَلٰی عَھْدِیْ**

یعنی میرے بعد کوئی ولی نہیں مگر وہ جو مجھ سے ہوگا اور میرے عہد پر ہوگا اب غور کرو کہ خود حضرت صاحب نے مولوی **محمد علی** صاحب کے **چیلنج کو باطل کر دیا** وہ **مجھ پر حملہ** نہیں کرتے بلکہ حضرت **مسیح موعود** پر **حملہ** کرتے ہیں **خاتم** کے معنے حضرت مسیح موعود نے خدا کے الہام سے آپ کر کے دکھا دیئے ہیں۔

اس کے علاوہ ایک اور بات بھی یاد رکھنے کے قابل ہے کہ **خاتم** کے اگر یہی معنے لئے جائیں جو مولوی محمد علی صاحب کر رہے ہیں تو مولوی صاحب کو ایک ایسی مشکل پیش آئے گی کہ اپنے خاندان پر بھی ہاتھ صاف کرنا پڑے گا۔

حضرت صاحب اپنے آپ کو **خاتم الاولاد** کہکر **آخری** کے معنے نہیں کرتے۔ لیکن اگر مولوی محمد علی صاحب کے نزدیک یہی معنے ہوں تو پھر نتیجہ ظاہر ہے۔ کیا اب کسی کے **اولاد** پیدا نہیں ہوتی یا نہ ہوگی۔

حضرت صاحب کی توجیہ سے مطلب صاف ہو جاتا ہے اور حقیقت کھل جاتی ہے مگر مولوی محمد علی صاحب کو حضرت صاحب کے معنے پسند نہیں اسلیئے کہ ان کو میری مخالفت کرنی ہے خواہ ایک **حق** اور **صداقت** سے انکار کرنا پڑے۔

عجیب بات یہ ہے کہ میں نے تو انکو اپنا حوالہ بھی دکھایا کہ **ترجمہ قرآن** میں انھوں نے خود **خاتم** کے معنے **مہر** ہی کئے ہیں۔

پھر خود اپنی کتاب **النبوۃ فی الاسلام** میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو **خاتم الخلفاء** لکھکر آخری کے معنے نہیں کیئے ہیں اگر وہ مانتے ہیں کہ آپ کے بعد بھی مجدد آئیں گے اور آپ کی اولاد میں سے بھی ایک ایسا شخص ہوگا جسکو خدا تعالیٰ کھڑا کرے گا اور اُسے **قرب الٰہی** دیا جائے گا تو باوجود ان باتوں کے ماننے کے پھر گویا یہ شخص چیلنج دیتا ہے کہ خاتم کا لفظ جب جماعت کے ساتھ آئے تو اس کے معنے **آخری کے سوا** اور نہیں ہوتے۔

میں نے بتایا ہے کہ خود حضرت صاحب نے اس لفظ کو استعمال کیا ہے نہیں حضرت صاحب نے خدا کی **وحی** میں اس لفظ کو بولا ہے اور اس کے معنے **آخری کے نہیں کیئے ہیں**۔ خود مولوی محمد علی صاحب نے اس لفظ کا استعمال کیا ہے اور اس کے **معنے آخری کے نہیں کیئے ہیں**۔

غرض یہ ایک ضمنی بات تھی اور اسکا جواب دینا میں نے مناسب سمجھا۔

**جماعت کی ذمہ واریاں اور اس کا احساس**

اب میں جماعت کو اس امر کی طرف توجہ دلاتا ہوں کہ ہماری ذمہ واریاں بہت بڑی ہیں۔ میں نے بارہا توجہ دلائی ہے پھر دلاتا ہوں اور دلاتا رہوں گا جب تک توفیق ملے۔

یہ یاد رکھو کہ جب تک کوئی شخص اپنی ذمہ واری کو نہیں سمجھتا تو وہ **کامیاب نہیں ہو سکتا** کیونکہ **ذمہ واری کو سمجھنے کے بغیر کامیابی ہوتی ہی نہیں** مثلاً اگر آپ کو کسی جگہ بھیجا جائے اور آپکو یہ معلوم بھی نہ ہو کہ کیوں جا رہے ہیں تو کچھ بھی نتیجہ نہ ہوگا۔ اسی طرح جب تک ہمکو یہ معلوم نہ ہو کہ **ہمارا کیا مقصد اور کیا کام ہے؟** تو کوئی کامیابی حصول مقصد میں نہ ہوگی۔

پس **مومن کا پہلا کام یہ ہے کہ وہ اپنی ذمہ واری کو سمجھے** جب وہ اسکو سمجھ لے گا تو اسے ایک احساس پیدا ہوگا کہ اسے کس طرح پورا کرنا چاہیئے۔ باقی آیندہ

## بقیہ مضمون السابقون الاولون

کیا لوگوں کے لیئے یہ کافی نہیں کہ اسوقت خدا کے رسول کی تائید کر رہے تھے جب وہ اسکو جھوٹا سمجھتے تھے یا کم از کم اسکی مدد سے دست کش تھے۔ ہم اپنے بچہ کی جان کو بچانے والے کو اپنا سب کچھ دینے کیلئے طیار ہو جائیں گے لیکن خدا کے رسول کی حفاظت کرنے والے کے لیئے کسی قربانی کے لیئے طیار نہیں۔ یقینًا یہ بے ایمانی کی علامت ہے۔ یہ کھلی اور صاف دغا بازی ہے میں اس بات پر زور دے رہا ہوں کیونکہ آپ وہاں جا رہے ہیں جہاں خدا کے رسول کا ایک پرانا خادم کام کر رہا ہے جس نے اسوقت اسکا ساتھ دیا جسوقت آپ کے دل میں اسکی کوئی قدر بھی نہ تھی میں اسے اسلیئے جلد بلوانا چاہتا ہوں کہ ایک ایک کر کے وہ پرانی صورتیں میرے سامنے سے ہٹ گئی ہیں یا ہٹا دی گئی ہیں۔ کچھ باقی ہیں مگر میری پیاس بجھانے کے لیئے وہ کافی نہیں۔ میں تو انہیں شکلوں کو دیکھ کر جینا چاہتا ہوں جنھوں نے مسیح موعود کے چہرہ میں اسوقت راستبازی کے آثار پائے جب دنیا اس کے چہرہ کو جھوٹوں کا چہرہ قرار دیتی تھی۔ لوگ میری طرف دیکھتے ہیں حالانکہ میں تو اصلاح کے مقام پر کھڑا ہوں اور کون ہے جو مجھ سا دل رکھتا ہے۔ پہلے میرے جیسا بے کینہ دل لائے۔ پھر میری طرح دوسروں کے نقص پر گرفت کرے پہلے میرے مقام پر کھڑا ہو۔ پھر کسی کے عیب کو پکڑے۔ میں تو جو کچھ کرتا ہوں محبت سے کرتا ہوں۔ میرا غضب بھی محبت ہے۔ اور میری ناراضگی بھی محبت ہے۔ میری خفگی بھی محبت ہے کیونکہ میں رحمت میں پلا اور رحمت میں پرورش پائی اور رحمت مجھ میں ہو گئی۔ اور میں رحمت میں ہو گیا۔

# ہمارا نہایت اہم فرض

## تبلیغ سلسلہ کے لئے بہترین وقت

زمیں کی نصرت کے لئے اک آسماں پر شور ہے
اب گیا وقتِ خزاں آئے ہیں پھل لانیکے دن

حضرت خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ بنصرہ کے خطبہ جمعہ کی روشنی میں لکھا گیا۔

۲۶ر جنوری ۱۹۲۳ء کے خطبہ جمعہ میں حضرت خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ بنصرہ العزیز نے جماعت کو اس نہایت اہم اور ضروری فرض کی طرف توجہ دلائی جو تبلیغ سلسلہ کے متعلق ہم پر ہے۔

یونہی حضرت خلیفۃ المسیح کی طبیعت رو بصحت ہوئی آپ باہر تشریف لانے لگے ہیں۔ اگرچہ ابھی تک ضعف باقی ہے اور کھانسی کی بھی کسی قدر شکایت ہے مگر خدا تعالیٰ نے جو مہتم بالشان کام آپ کے سپرد کیا ہے اسکی اہمیت آپ کو آرام نہیں کرنے دیتی۔ اس خطبہ جمعہ میں آپ نے تبلیغ سلسلہ کی ضرورت اور اس وقت کی موزونیت پر تقریر کرتے ہوئے اوّلاً یہ بتایا کہ ہمارا سب سے اہم اور ضروری فرض یہ ہے کہ اس راستی اور حق کو جو ہمارے پاس ہے دنیا میں پھیلائیں اور پھر یہ بتایا کہ خدا تعالیٰ کا یہ منشاء ہے کہ راستی اور صداقت دنیا میں پھیلے۔ اللہ تعالیٰ کے اس منشاء کو کوئی چیز روک نہیں سکتی۔

لیکن یہ ایک مغالطہ ہے کہ انسان سمجھ لے کہ اگر اللہ تعالیٰ کا منشاء ہے تو فوراً کیوں نہیں ہو جاتا۔ آپ نے اس وہم کا ازالہ کرتے ہوئے بتایا کہ خدا تعالیٰ نے جو قوانین اور سنن بنائے ہیں اُن پر ہم نظر کرتے ہیں تو ایک تدریجی سلسلہ پایا جاتا ہے بچہ ایک ہی دن میں پیدا نہیں ہو جاتا۔ پہلے ہی دن زمین میں بیج بو لینے سے بار آور نہیں ہو سکتا۔ غرض عام فہم مثالوں سے سمجھایا کہ خدا تعالیٰ کے منشاء کے لئے یہ لازمی نہیں کہ فوراً اسکا ظہور ہو بلکہ ہر کام کے لئے ایک وقت اور قانون ہے۔ پھر آپ نے دنیا کی موجودہ حالت کو بیان کر کے یہ ظاہر فرمایا کہ سیاسی بیداری نے اس جمود کو دور کر دیا ہے جو پہلے پایا جاتا تھا لیکن اب ایک ایسی ہوا چل رہی ہے کہ وہ وقت مجھے قریب معلوم ہوتا ہے کہ لوگ اس سلسلہ کی طرف رجوع کریں گے۔ کیونکہ ان کو معلوم ہو گیا ہے کہ جو راستہ ان کے سامنے پیش کیا گیا تھا وہ ان کو منزل مقصود پر نہیں پہونچا سکے۔ اور مسٹر گاندھی کے وعدوں نے انہیں مایوس کر دیا ہے۔

ایک وقت تھا کہ لوگ ہماری بات سننا بھی پسند نہ کرتے تھے اور نفرت کرتے تھے مختلف ناموں سے ہم کو پکارا جاتا تھا لیکن اب دلوں میں یہ پیاس پائی جاتی ہے کہ وہ ہماری باتیں سُنیں یہ آثار بتا رہے ہیں کہ اب وقت قریب آ رہا ہے۔

اسی سلسلہ میں آپ نے بتایا کہ جبکہ منشاء الٰہی یہی ہے کہ صداقت اور راستی کو دنیا قبول کرے تو ہمارا نقطۂ نظر یہ ہونا چاہیئے کہ اس صداقت کو پھیلانے والے ہم ہی ہوں یہ ہم کو خیال نہیں کرنا چاہیئے کہ اگر ہم نہ کریں گے تو ہماری نسلیں اس کام کو کر لیں گی۔ اور انہیں اس کا ثواب اور اجر ملے گا۔ ایسا خیال دین کے معاملہ میں نہیں ہو سکتا اور نہ یہ ایثار کا رنگ رکھ سکتا ہے۔

ایثار تو اُس موقعہ پر ہوتا ہے جہاں ایک ہی چیز ہو اور محدود ہو مثلاً پانی کا ایک گلاس ہو اور ایک سے زیادہ اُس کے خواہشمند ہوں تو ایک آدمی ایثار کر سکتا ہے لیکن جو شخص چشمہ پر بیٹھا ہو اور وہ ایثار کرے تو بیوقوف ہوگا اسلئے کہ وہ ایثار اسے کچھ فائدہ نہ پہونچائیگا

اسی طرح پر خدمت دین کے لئے یہ خیال کرنا کہ دوسرا کر لے گا اور اسے اجر ملے گا غلطی ہے خدا تعالیٰ کے خزانوں میں کسی چیز کی کمی نہیں نہ اجر کی اور نہ خدمت دین کے موقعوں کی۔ جب تک دنیا قائم ہے مختلف موقعہ خدمت دین کے پیدا ہوتے رہیں گے۔ اسلئے ہم اپنے وقت اور موقعہ کو کیوں ضائع کریں۔

غرض آپ نے نہایت وضاحت کے ساتھ یہ امر ذہن نشین کیا ہے کہ ہر کام کے لئے ایک وقت ہوتا ہے اگر اس وقت کو کھو دیا جاوے تو پھر افسوس ہوتا ہے۔ دیکھو ایک لوہار یوں تو ہر روز لوہا کوٹتا ہے لیکن جب لوہا گرم ہو اگر اُسوقت ضرب لگائے تو نتیجہ اچھا نہیں ہوگا۔

اسی طرح پر اس وقت دنیا پر مصائب اور مشکلات کے حملوں نے قلوب کو گرا دیا ہے اور ان میں یہ استعداد پیدا ہو گئی ہے کہ وہ حق کو قبول کر کے جو شکل ان کو دینا چاہو اختیار کر لیں۔

اسلئے ضرورت ہے کہ اس وقت کو ضائع نہ کریں اور اپنی تمام طاقت اور متحدہ قوت سے اس حق اور راستی کو جو حضرت مسیح موعود کے ذریعہ دنیا میں اترا ہے اور جس کے پہونچانے کے لئے ہم خدام ہیں دنیا میں پہنچا دیں۔ ایسے واقعات ہر وقت میسر نہیں آیا کرتے۔ اسوقت لوگ آمادہ ہیں کہ وہ حق کو سُنیں۔ سنانے والوں کی ضرورت ہے ہمارا کام پہونچا دینا ہے۔ اسے بار آور کرنا اللہ تعالیٰ کا فعل ہے۔ میں دیکھتا ہوں کہ وہ وقت قریب ہے کہ لوگ فوج در فوج اس سلسلہ میں داخل ہوں اور خدا کا یہ منشاء ہے کہ یہ کام ہو مگر ہمارا نقطہ نگاہ اسوقت یہ ہونا چاہیئے کہ

### اس منشاء کو پورا کرنے والے ہم ہوں

پس اسی مقصد کو لے کر کام کرو۔ اور تبلیغ کے لئے اپنی تمام کوششیں اور طاقتیں لگا دو تا اللہ تعالیٰ کا منشاء تمہارے ہاتھ پر پورا ہو اور تم اُن فضلوں کے وارث ہو جاؤ جو ایسے لوگوں کے لئے مقدر ہیں۔

## اخبار الحکم کے پُرانے فائلوں کے متعلق ایک ضروری اعلان

اخبار الحکم کے پُرانے فائل سلسلہ عالیہ احمدیہ کی ایک جامع تاریخ ہیں۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے عہد نبوۃ کی مستند جامع تاریخ جس میں حضور کے کلمات طیبات۔ مکتوبات۔ الہامات اور نشانات کے علاوہ سلسلہ عالیہ احمدیہ کے جلیل القدر بزرگوں کی تقریریں۔ خطوط مباحثے۔ اور فتاوے درج ہیں الحکم کے پُرانے فائلوں میں آپکو ملیگی

**جو ۱۸۹۷ء سے لے کر ۱۹۰۸ء کے ہیں**

یہ فائل نہایت نادر و نایاب اور بیش قیمت خزانہ کے امین ہیں۔ اگر آپ

**پیغامی فتنہ کی ابتدائی تاریخ اور اس کے لیڈروں کی حقیقت**

سے آگاہ ہونا چاہو۔ تو یہ بھی الحکم کے ان فائلوں میں ملے گی جو حضرت خلیفۃ اول رضی اللہ عنہ کے عہد خلافت کے ہیں۔

یعنی

**۱۹۰۸ء سے لے کر ۱۹۱۳ء تک**

ان مکمل فائلوں کی قیمت ایکسو پچاس (۱۵۰) روپیہ ہے جو بذریعہ اقساط بھی وصول ہو سکتی ہے۔

**سردست صرف پہلی ۶۰ درخواستوں** کی تعمیل ہوگی۔ اس موقعہ کو ہاتھ سے نہ دیا جاوے ✦

### ہم خرما و ہم ثواب اسی کو کہتے ہیں

عزیز مکرم شیخ محمود احمد صاحب مجاہد مصر کی اعانت کیلئے احباب سے درخواست ہے کہ عزیز موصوف کی کتاب تاریخ مالابار جلد اول کی چند کاپیاں خرید لیں۔ صرف دو سو کاپیاں الحکم میں موجود ہیں ایک کاپی کی قیمت ۱۰ر ہے سلسلہ کی تاریخ کا [illegible] ایک حصہ ہے۔ پس آپ اس کتاب کو ضرور خریدیں۔ حضرت خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ بنصرہ العزیز نے بھی اس کتاب کو پسند فرمایا ہے۔

**خاکسار عرفانی دفتر الحکم قادیان دارالامان**

## دارالامان کا ہفتہ

حضرت خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ بنصرہ کی صحت الحمد للہ روبہ ترقی ہے۔ آپ نمازیں خود پڑھاتے ہیں اور کل ۲۴ جنوری ۱۹۲۳ء کو مستورات میں قرآن مجید کا درس بھی فرمایا۔ احباب التزاماً اپنی نمازوں میں آپ کی صحت کے لئے دعائیں کرتے رہیں۔

۲۔ حضرت ام المؤمنین کی صحت بھی الحمد للہ اب اچھی ہے۔

۳۔ تالیف و اشاعت کے صیغہ بک ڈپو نے اسباق القرآن کے سلسلہ کو مکمل کرنیکا ارادہ کر لیا ہے چنانچہ جلد ہی کچھ سبق شائع ہونگے یہ کام نہایت مفید اور ضروری ہے۔ ان اسباق القرآن کے ذریعہ جماعت کے بچوں اور لڑکیوں میں قرآن مجید کے ترجمہ کے پڑھنے اور سمجھنے کیلئے بہت آسانی ہو جائیگی۔ ناظر صاحب کو چاہیئے کہ اب اس سلسلہ کو جاری کریں۔

۴۔ موسم بدستور ابر آلود ہے اگرچہ اب بارش نہیں ہوئی مگر ہر دوسرے تیسرے آسمان پر بادل ضرور نمودار ہو جاتے ہیں جسکی وجہ سے سردی بڑھ جاتی ہے۔

### اطلاع

ناظرین الحکم اس بات کو یاد رکھیں کہ دفتر کی طرف سے ۱۹۲۳ء کی قیمت وصول کرنے کے لئے جو پرچہ وی پی کیا جاتا ہے وہ کوئی پرانا پرچہ ہوتا ہے یہ اسلئے کہ تاکہ انکا فائل خراب نہ ہو۔

اکثر صورتوں میں جداگانہ اطلاع نہیں دی جاتی۔ اخبار کا وی پی واپس کرنا ایک افسوسناک امر ہوتا ہے اسلئے ہر شخص کو اگر وہ لینے کے لئے تیار نہیں پہلے سے اطلاع دیدینی چاہیئے۔

# جرمن میں اسلام کا جھنڈا گاڑا گیا

## برلن میں مسجد کے لیئے زمین خریدی گئی

خدا کے رحم اور فضل کے ساتھ برلن میں ایک نہایت مناسب اور موزوں موقعہ پر مسجد کے لیئے زمین خریدی گئی ہے

اور اسطرح جرمن میں اسلام کا جھنڈا گاڑ دیا گیا ہے۔ مسجد کی تعمیر اور دار التبلیغ کی تکمیل کے لیئے بہت جلد ہم کو فکر کرنی چاہیئے یہ توقف اور تامل کا وقت نہیں ہے اور نہ اس کام کو اب کسی دوسرے وقت پر ملتوی کیا جا سکتا ہے جیسا کہ گزشتہ اشاعت میں میں نے اعلان کیا ہے۔ حضرت خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ بنصرہ العزیز کا یہی منشاء ہے کہ

**یہ مسجد احمدی جماعت کی مستورات طیار کرائینگی۔**

عورت کا اسلام میں ایک خاص درجہ ہے۔ جو عزت اسلام نے عورت کو دی ہے آجتک دنیا کے کسی مذہب نے وہ رتبہ عورت کو نہیں دیا۔ اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ذریعہ جو برکت عورت کو دی گئی تھی وہ فیج اعوج کے زمانہ میں و بعض اسلامی اقتدایات اور تحفظات کے ساتھ گئی تھی اور پھر عورت ذلیل اور حقیر سمجھی جانے لگی تھی مگر حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے پھر اس عملی صداقت کو جو معاشرۃ کا اعلیٰ جز تھی قائم کیا ہے۔

پھر کیا اس شکر گزاری کے لیئے احمدیہ خواتین کا فرض نہیں ہے کہ وہ دنیا میں اس صداقت کو پھیلانے کے لیئے **تھوڑی سی مالی قربانی کریں۔**

تیس ہزار روپیہ کا مطالبہ بہت چھوٹی سی بات ہے اور احمدیہ خواتین اگر ذرا ہمت سے کام لیں تو ایک مہینہ کے اندر اندر یہ رقم جمع ہو سکتی ہے۔

کوئی عورت خواہ وہ بچہ ہو یا جوان یا بوڑھی اس کار خیر میں شریک ہوئے بغیر نہیں رہنی چاہیئے۔ احمدی انجمنوں کے سکرٹری صاحبان اس تحریک کو باقاعدہ مستورات تک پہنچا ئیں۔ اور دختران احمدیت کو اسمیں شریک ہونے کے لیئے تحریک کریں۔

میں لجنۃ اماء اللہ کی مجلس کی طرف بھی دیکھ رہا ہوں کہ کیا اسکی بیداری سالانہ جلسہ کے ساتھ ختم ہو جاتی ہے؟ اسوقت تک اسکی طرف سے متعدد تحریکیں اس کام کے لیئے جماعت میں پہنچ جانی چاہئیں تھی۔

مستورات کی طرف سے تحریکات ان کے اپنے طبقہ پر زیادہ موثر ہوتی ہیں۔ اسلیئے اس کمیٹی کو باقاعدہ کام کرنا چاہیئے میں اس سے ناواقف نہیں ہوں کہ اس مجلس لجنۃ اماء اللہ کا قیام ابھی ہوا ہے اور ابتدائی حالت میں مختلف قسم کی دقتیں اور مشکلات ہوتی ہیں مگر احمدیہ خواتین کا کام بہت بڑا ہے انکو دنیا کی اسلامی اور روحانی فتح میں اپنے مردوں کا ساتھ دینا ہے۔

ہم اس امر کے لیئے مامور ہیں کہ اسلام کا امن بخش پیغام کل دنیا کو پہنچائیں جبکہ ہر ملک میں مادیت کا زور بڑھ رہا ہے اور دنیا کی جدّوجہد کا دائرہ زمین کے حصوں کی تقسیم و تسخیر پر کھینچا جا رہا ہے۔ ہمارے سپرد قلوب کی تسخیر اور دلوں کی صفائی ہے۔ خدا سے برگشتہ انسانوں کو آستانہ الوہیت کی طرف لانا ہمارا نصب العین ہے۔ ہم تو پہلے ہی دنیا سے مُنہ موڑ چکے ہیں جبکہ

**دین کو دنیا پر مقدم کرنے کا عہد کر چکے ہیں۔**

ایسی حالت میں دنیا کا جو کچھ تھوڑا بہت حصہ ہمیں دیا گیا ہے جب تک اسکو بھی اسی راہ میں لٹا نہیں دیتے اسوقت تک اس عہد کی کامل تکمیل نہیں ہوتی۔ پس اٹھو اور جو کچھ اس راہ میں خرچ کر سکتی ہو کرو۔ ابھی سفر بہت لمبا ہے اگر ابھی سے تھک کر بیٹھ جاویں (خدا نہ کرے کہ ایسا ہو) تو پھر دنیا میں یہ پیغام **کب پہونچے گا**

غرض جرمنی میں مسجد بنانے کے لیئے احمدی بی بیو اپنے اموال کو قربان کرو۔ اور جلد سے جلد تیس ہزار روپیہ جمع کرادو۔ تا پیچھے آنے والی نسلیں ہمیشہ تم پر صلوٰۃ و سلام بھیجتی رہیں۔

# السابقون الاوّلون کی جماعت تمھیں مبارک ہو

کہ

## تیرا امام تیرے لیئے دل میں خاص تڑپ رکھتا ہے

وہ جماعت جو خدا تعالیٰ کے ماموروں کے ساتھ انکی دعوۃ کی ابتدائی ایام میں ایمان لاکر ساتھ ہوتی ہے حقیقت میں خدا تعالیٰ کے خاص فضلوں کی وارث ہوتی ہے۔

قرآن مجید نے السابقون الاوّلون کی شان میں جو کچھ بیان کیا ہے وہ کوئی پوشیدہ صداقت نہیں۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام بھی اپنے قدیم خدام کے ساتھ خاص توجہ اور لطف سے پیش آتے تھے حضرت خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ بنصرہ العزیز کو خصوصیت سے اسکی طرف توجہ ہے۔ اور آپ کی دلی خواہش ہے جسکا بارہا آپنے اظہار فرمایا ہے کہ حضرت قدیم خادم۔ مرکز میں آپ کے سامنے موجود رہیں حال میں مکرمی مولوی محمد دین صاحب بی اے مبلغ امریکہ کو جو ہدایات آپ نے تحریر فرما کر دی ہیں اور جو منجملہ بعض الفضل نے چھاپ دی ہیں ان میں سابقون کے احترام و ادب کے متعلق خاص طور پر آپنے ہدایت فرمائی ہے۔ میں اس ہدایت کو بلا کم و کاست درج کرتا ہوں۔

اور سابقون کی جماعت کو مبارکباد دیتا ہوں کہ حضرت امام آپکے لیئے اپنے دل میں وہ تڑپ۔ جوش اور محبت رکھتا ہے کہ کسی شفیق سے شفیق دنیا کے رشتہ میں بھی وہ بات نہیں پائی جاتی۔ ہاں مجھے یہ کہدینا بھی ضروری ہے کہ وہ یقیناً اس سے ناواقف نہوں گے کہ

**جسکو زیادہ دیا گیا ہے وہ زیادہ جواب دہ ہے۔**

ان پر خدا کی حجت سب سے زیادہ قائم ہو چکی ہے انھوں نے خدا کے مرسل و مہدی کو اپنی آنکھ سے دیکھا اور ان نشانات اور آیات کو براہ راست معائنہ کیا جو اسکے ذریعہ دنیا میں خدا پر زندہ ایمان قائم کرنیکے لیئے نازل ہوئیں۔ پس اگر ہماری کسی غلطی اور کمزوری سے کسیکو کوئی ٹھوکر لگی (خدا نہ کرے کہ ہم ٹھوکر کا موجب ہوں۔ آمین) تو ہم بڑے جوابدہ ہوں گے۔

پس ضرورت ہے کہ ہم محض اس مقام پر کھڑے نہ ہو جائیں کہ ہم نے خدا کے مرسل کو دیکھا اور اسکی صحبت کی برکات سے حصہ لیا بلکہ وہ معرفت وہ ایمان اس امر کا مقتضی ہے کہ

**ہم فی الحقیقت ایک نمونہ ہو جائیں**

اور ہم دنیا کے لیئے بطور نمک کے ہوں۔ دیکھو بعض نے کہا کہ ہم کچھ ہیں اور کچھ بھی نہ رہے۔ جہاں امام ان لوگوں کو جو سلسلہ میں نئے ہیں قدیم خادموں کے احترام و ادب کی طرف توجہ دلاتا وہاں ہمیں اسجگہ نہیں بتایا کہ تحسین کیا کرنا ہے۔ اس سے صاف پایا جاتا ہے کہ

**تمھارے متعلق اسکی کیا توقعات ہیں**

وہ یقین رکھتا ہے کہ تم سلسلہ کی اشاعت و صداقت کے اظہار کے لیئے کسی قربانی سے مُنہ نہیں موڑو گے اور کوئی ابتلا تمھارے سامنے ابتلا نہ ہوگا تم دیکھتی ہو کہ بعض نے اپنی خدمتوں اور قربانیوں پر ناز کیا اور اسکا نتیجہ ہوا کہ بڑے چھوٹے کیئے گئے۔ یہ ایک عملی سبق اور زندہ مثال تمھارے سامنے ہے پس تمھارے سامنے اسکی زیادہ خوف کا مقام ہے جو تمھاری ادب و احترام کو تاہی کریں اسلیئے کہ تم بہت زیادہ ذمہ وار ہو۔ میں حضرت امام کے وہ الفاظ محض اسلیئے یہاں درج کر رہا ہوں تا تم اپنی ذمہ واری کا احساس کر سکو خدا ہمیں اس حسن ظن کا جو ہمارا امام ہمارے متعلق رکھتا ہے صحیح مصداق بنا وے۔ آمین

**حضرت امام کا ارشاد یعنی سابقون کا حق**

سابقون کا ایک حق ہوتا ہے اس حق کو ہماری جماعت نے بالکل نہیں سمجھا خدا اسکی سزا سے ہم کو بچاوے۔ پیغامیوں کے جدا ہونے کی خیال کر لیا گیا ہے کہ ہر ایک جو بڑا ہے اُسے چھوٹا ہو جانا چاہیئے۔ یہ ایک مرض ہے نہ معلوم اسکا انجام کیا ہو؟ اللہ رحم کرے۔ اللہ رحم کرے۔ اللہ رحم کرے۔ بجائے پکڑنے کے آنکھیں دے اور بجائے گرفتار کرنیکے اصلاح کی توفیق دے۔ جبتک قدیم لوگ جنھوں نے ایک سو سے پہلے کے زمانہ میں دین اور سلسلہ کی خدمت کی ہے عظمت اور قدر کی نگاہ سے نہیں دیکھے جائیں گے اور جبتک وہ اپنے ایمان پر قائم ہیں انکی کمزوریوں کے باوجود ان کا ادب و احترام نہ کیا جائیگا وہ روح جماعت میں نہ پیدا ہو گی جو مسیح موعود علیہ السلام نے پیدا کرنی چاہی تھی۔ نئے لوگ شاید انتظام اچھے کر دینگے مگر وہ دل پیدا نہیں کر سکیں گے جو پہلوں کو نکال کر خود ان کی جگہ لینا چاہتے ہیں خدا تعالیٰ صبر نہیں کریگا جبتک انکو وہ نہ نکال لے۔ اور یہ خوف کا مقام ہے۔ پس سابقون کی محبت کو اپنے دل میں پیدا کریں۔ اگر ایمان کی لذت حاصل کرنا چاہتے ہیں۔ (بقیہ مضمون صفحہ ۳ پر ملاحظہ ہو)

(18)

## سرپرستان الحکم

میں نے گزشتہ اشاعت میں ظاہر کیا تھا کہ مجھے دو سو ایسے سرپرستوں کی ضرورت ہے جو الحکم کو زندہ رکھنے کے لئے بیس روپیہ سالانہ دیں۔

اور یہ کوئی بڑا مطالبہ اور مانگ نہیں ہے مجکو اپنے مولیٰ کریم پر بھروسہ ہے کہ انشاء اللہ العزیز یہ تعداد جلد پوری ہو جائے گی۔ بعض دوستوں کے خطوط آئے ہیں کہ الحکم کے جو قیمت آپ مقرر کریں ہم دینے کو طیار ہیں مگر ایک شرط ہے کہ الحکم کو آپ ایڈٹ کریں۔

میں ان دوستوں کا شکر گزار ہوں کہ وہ اپنے خادم قدیم کے متعلق حسن ظن رکھتے ہیں اور میری تحریروں کی قدر کرتے ہیں مگر انہیں اسطرف توجہ دلانا چاہتا ہوں کہ اگر وہ الحکم کو شیخ یعقوب علی کی وجہ سے خریدتے ہیں تو آج بند کر دیں لیکن اگر اسے عہد محبوب کی یادگار اور بازو سمجھ کر اسکی سرپرستی کرتے ہیں اور اسکو قائم رکھنا اپنا فرض سمجھتے ہیں تو پھر اس قسم کی شرائط کے کیا معنے؟ میں اپنے وقت کا آپ مالک نہیں ہوں اور نہ اپنا کوئی خاص کام سمجھتا ہوں۔ میں اپنا وہی کام سمجھتا ہوں جو حضرت خلیفۃ المسیح پسند فرمادیں

جب تک مجھے آزادی حاصل رہے میں الحکم کے سوا دوسرا کام نہیں کرنا چاہتا کیونکہ میری زندگی کا سب سے پہلا اور آخری کام الحکم ہی ہے۔ دنیا کے کسی فائدہ اور قیمت پر میں اسکو قربان کرنے کے لئے طیار نہیں۔ غرض احباب الحکم کی سرپرستی الحکم کے لئے کریں نہ میرے لئے

اس امر کے اظہار کے بعد میں ذیل میں ان دوستوں کے نام دیتا ہوں جنھوں نے سرپرستان الحکم میں اپنا نام درج کرادیا ہے اور سالانہ یا ششماہی قیمت بھی ادا کر دی ہے اللہ تعالیٰ ان سب دوستوں کو جیش از بیش نیکی کی توفیق دے۔ آمین۔

(۱) محبی حضرت منشی حبیب الرحمٰن صاحب - حاجی پور۔
(۲) محبی میاں رحمت اللہ صاحب - باغانوالہ بنگہ
(۳) محبی مولوی سید عبد العلی خان صاحب وکیل ہائیکورٹ حیدرآباد دکن
(۴) محبی مولوی غلام اکبر خان صاحب ہوم سکرٹری حیدرآباد دکن۔
(۵) محبی میاں غلام مصطفیٰ صاحب نمیم پنشنر انسپکٹر پولیس۔
(۶) محبی عزیزی ڈاکٹر عبد المجید خان صاحب۔ کوئٹہ۔
(۷) محبی حضرت مولوی ابو الحمید صاحب آزاد وکیل ہائی کورٹ حیدرآباد دکن۔
(۸) محبی حضرت مولوی محمد قاسم صاحب - لالہ موسیٰ۔
(۹) محبی مولوی شیخ فضل کریم صاحب - حیدرآباد دکن۔
(۱۰) محبی حضرت سیٹھ عبد اللہ بھائی الہ دین صاحب - سکندرآباد۔

مطلوبہ تعداد کا یہ ابھی $\frac{1}{20}$ حصہ ہے اور مجھے ۱۴ مارچ ۱۹۲۳ء تک اس تعداد کو پوری کرنا ہے

احباب اپنا فرض پورا کریں؟

## اسلامی حکومت کے ایک شہر سرسری منظر

(مجاہد مصر کے قلم سے خاص الحکم کے لئے)

آج کل ہم مخصوص خدا کی غریب نوازی سے ارض فراعنہ میں یا زمین مصر میں مقیم ہیں۔ جس کے کفر و شرک کو آخر خدا کی زبردست تلوار یعنی آنحضرت کے صحابہ نے ختم کیا۔ اور اس زمین کے حاصل کرنے کے لئے خونوں کی قربانی دی۔

مصر ہمیشہ پولیٹیکل مصیبتوں کے نیچے رہا ہے۔ اور اب تک سے مجھے تاریخ مصر کی نسبت کچھ نہیں لکھنا۔ یہ ملک نسلاً بعد نسلاً مسلمان بادشاہوں کے پاس چلا آتا ہے۔ اگر کبھی درمیان میں کوئی وقت اس کے خلاف آیا تو خدا نے جلدی اس کو اپنی اپنی حالت پر کر دیا۔

اس وقت پھر مسلمانوں کی حکومت ہے۔ بادشاہ وزراء سب کے سب مسلمان ہیں۔ فوج مسلمان۔ پولیس۔ علماء و فضلاء کا لشکر جرار مسلمان۔ حتیٰ کہ ازھر شریف جو خالص اسلامی درسگاہ ہے۔ اس میں طلباء کا ایک لشکر جرار ہے۔ جس کی تعداد چودہ ہزار سے کچھ اوپر ہے۔ الغرض خدا کے فضل سے اسلامی حکومت کیلئے جن امور کی ضرورت ہے۔ وہ سب کے سب موجود ہیں۔

اس زمانہ میں حضرت مسیح موعود نے دعوے کیا۔ کہ میں مسلمانوں اور دیگر لوگوں کی ہدایت کے لئے آیا ہوں۔ اس کی لوگوں کو کچھ سمجھ نہیں آتی تھی۔ کہ مسلمانوں کو کیا ہوگیا ہے۔ جس کی ہدایت کی ضرورت ہے۔ مگر مصر کی اسلامی سلطنت میں جو کچھ میں نے سرسری نظر سے دیکھا ہے۔ میں چاہتا ہوں۔ اس کو مختصر الفاظ میں قلمبند کروں۔ تاکہ شاید لوگوں کو سمجھ آسکے اور اپنی حالت زار پر مسلمان کہلانے والے چند قطرات گرا سکیں۔

### انسانی تعلیم کی پہلی درسگاہ اور اس کی افسوسناک حالت

انسان کی پیدائش کے بعد بلکہ اگر یوں کہو۔ کہ رحم مادر ہی سے ہی انسانی تربیت شروع ہو جاتی ہے۔ ماں کی گود بچہ کی پہلی درسگاہ ہے۔

ماں ہی کی گود میں بچہ سست کاہل الوجود بنتا ہے۔ اور ماں ہی کی گود میں ایک چست و چالاک انسان بن کر دنیا میں آنکلتا ہے۔ ماں ہی کی گود میں اس کو بزدلی اور شجاعت کے سبق ملتے ہیں۔ اور ماں ہی کی تعلیم اس کو نیک اور باخدا بناتی ہے۔ اور ماں ہی بری تربیت اس کو چور اور ڈاکو بننے کے لئے مجبور کرتی ہے۔ وہ محبت کے ہاتھ کے ساتھ بچے کو سب کچھ سکھا سکتی ہے۔ اس کی میٹھی لوری نے اس کا دست شفقت نے اس کی پیاری آنکھ میں اس بدن کے ملائم ملائم گوشت نے پورا کام کرتے ہیں۔ اسی لئے ماؤں کو اساس القوم کہا جاتا ہے۔ اسی لئے آنحضرت صلعم نے ماؤں کے لئے فرمایا ہے۔ کہ الجنۃ تحت اقدام الامہاتکم۔ یعنی ماؤں کے پاؤں کے تلے جنت ہے۔ اس سے ماں کی بزرگی صاف معلوم ہوتی ہے۔ مگر اس جگہ میں نے ماں کی حالت پر اور ایک بیٹی کی حالت پر ایک کنواری کی حالت پر اور ایک بیاہی ہوئی کی حالت پر سرسری نظر ڈالی اور افسوس ہوا۔

**سب سے بڑا نقص** یہاں سب سے بڑا نقص یہ ہے۔ کہ عورتوں کے پاس کام نہیں۔ یہاں گھر میں روٹی پکانے کا مطلق رواج نہیں ہے۔ امرا غربا سب کے سب بازار سے روٹی خریدتے ہیں۔ صبح کے وقت ناشتہ کے لئے بازار سے فول اور روٹی منگوا لیتے ہیں۔ اور اس سے ناشتہ کرتے ہیں۔ اور دوپہر کو صرف کھانا تیار کر لیا۔ اور وہ دو وقت کھا لیا۔

یہاں نہ چکی ہے نہ چرخا۔ اور نہ روٹی پکانے کی مصیبت۔ نہ لوگوں کے مکانوں کے ساتھ صحن ہیں۔ جن میں رات کو عورتیں چارپائی اور بستر بچھائیں۔ اور صبح کو اٹھائیں۔ نہ کسی کے گھر میں گائے اور بھینس ہے۔ کہ دودھ اور گھی کے جھگڑے میں وقت صرف ہوں۔

جن کو خدا تعالیٰ نے ذرا بھی مال سے حصہ دیا ہے۔ وہ نوکرانی رکھ لیتا ہے۔ جس سے جو گھر کا ذرا بھی کام ہو۔ وہ بھی سر سے اتر جاتا ہے۔ اب جب کہ عورت کے کرنے کو کوئی شغل نہ ہو۔ تو ایک زندہ انسان کیسے چپ بیٹھ سکتا ہے۔ اس کا نتیجہ صاف ظاہر ہے۔ کہ بیکاری کے دور کرنے کے لئے جو مشغلے سوچے جائیں گے۔ وہ کیسے دلربا ہونگے۔

**دوسرا نقص** مرد گھر میں نہیں رہتے۔ کچھ ملازم پیشہ ہیں وہ صبح ہی گھر سے نکل جاتے ہیں۔ کچھ مزدور ہیں۔ وہ بھی صبح ہی باہر چلے جاتے ہیں۔ امرا کو بھی ادھر ادھر کی سیر سے فرصت نہیں ہوتی۔ جیسے شام ہوئی تین بجے سے کافی خانے میں ہونے شروع ہوگئے۔ اور لوگ کافی خانوں میں جا کر بیٹھنے لگے۔ رات کے ایک ایک بجے تک شطرنج اور مختلف کھیلوں سے طبیعت کو بہلاتے ہیں۔ شام کا کھانا کسی دوکان میں کھا لیا۔ ایک بجے کے قریب اور بعض دو بجے کے بعد گھر میں جاتے ہیں اور پھر صبح کے گیارہ بجے تک سوتے ہیں۔ اور سونے کے بعد منہ دھو کر دو تین بجے فارغ ہوئے۔ اور پھر یہی کل والا شغل۔

اب جو شخص رات کے دو بجے گھر جائیگا۔ اس کو بیوی بچوں میں بیٹھنے سے کیا لطف حاصل ہو گا۔

اس پر طرفہ یہ ہے۔ کہ شراب اور زنا نے ان کو اور بھی خراب کر دیا ہے۔ یہ دو چیزیں بھی یہاں عورتوں کی خرابی کا باعث ہیں۔ نتیجہ جو ہم دیکھتے ہیں۔ وہ یہ ہے۔ کہ میاں ابھی گھر سے نکلا۔ اور بیگم صاحبہ نے بھی منہ پہ پوڈر چھڑکا۔ آنکھوں میں کاجل ڈالا۔ ایک سفید نقاب جو کہ باریک سے باریک ململ کی ہو منہ پہ ہونٹوں پر ڈالی۔ اور اس پر طرفہ یہ کہ ہونٹوں پر سرخی ملتی ہیں۔ آنکھیں ماتھا اور نصف منہ بالکل کھلا۔ بالکل جالی ڈالی نصف حیا اتنی ننگی۔ گھر سے نکل کھڑی ہوئیں۔ اور ادھر سینڈیوں پر ایسی

جراب پہنتی ہیں۔ کہ الامان جس سے سارا جسم ننگا ہو۔ اور پھر نہایت ہی شرمناک نخرے کرتی ہوئی بازاروں میں چلتی ہیں۔

ٹرام کے اسٹیشنوں پر ایسی عورتیں کھڑی ہیں۔ اور عام بازاروں میں ان کی بھیڑ ہے۔ وہ راہ گزروں کو آنکھ کے اشاروں سے اپنی طرف بلاتی ہیں۔ اور مردوں سے مصافحے کرتی ہیں۔ غیروں کیساتھ سیروں کو نکلتی ہیں۔ بلکہ سب سے بڑی بات یہ ہے۔ کہ پھر دنا میں مبتلا ہوتی ہیں۔ مصری عورت کے نزدیک چھاتی۔ چہرہ۔ پنڈلی ننگی ہونی بری نہیں۔ بلکہ ضروری ہے۔ وہ ٹرام میں بلا ضرورت دوستوں کی تلاش کیلئے سفر کرتی ہیں۔ اور اگر دو دوست گفتگو کرتے ہوں۔ تو وہ نہایت سادگی سے اس میں دخل دیدینگی۔ اور اگر ذرا دیکھا کہ کسی نے التفات کیا ہے۔ تو اس سے یہ بھی پوچھ لیگی۔ کہ آپ کہاں اتریں گے۔ اور اگر اور بھی توجہ دیکھے۔ تو اس کے ساتھ سیر کو جانے کے لئے تیار ہو جائیگی۔ ورنہ خود اترتے ہوئے مصافحہ کیلئے ہاتھ بڑھا دیگی۔

ٹرام میں مردوں کے ساتھ پہلو بہ پہلو بیٹھ کر بہت خوش ہوتی ہیں۔ ٹرام والوں نے بھی ان کے جذبات کا خیال دیکھ کر انکے بیٹھنے کے لئے الگ کمرہ تجویز نہیں کیا۔ مگر بے غیرت مصری اپنی نوجوان بیوی کو ایک دوسرے آدمی کے ساتھ جسم ملا کر بیٹھے ہوئے دیکھ کر بھی نہیں شرم کرتا۔ افسوس صد افسوس۔

یورپ کی تقلید میں آئے دن مصری عورتوں کے لباس بدلتے رہتے ہیں۔ مصری عورت جب ماں ہو جاتی ہے تو پھر تو شرم کی ضرورت ہی نہیں رہتی۔

## مصری کنواری

مگر جب کنواری لڑکی ہوتی ہے خواہ وہ بالغ ہی کیوں نہ ہو۔ اسکے لئے کھلے منہ پھرنا اور چھاتی کا بالکل بغیر کسی شک کے ظاہر ہونا اور ننگے پاؤں بلکہ گھٹنوں تک ننگے پھرنا ضروری ہے۔ اس حالت میں لڑکوں کیساتھ وہ کھیلتی اور چھینا جھپٹی کرتی ہیں۔ جس کا لازمی نتیجہ ان کے ہم عمر لڑکوں کا انکی چھاتیوں کو مس کر لینا بھی ہوتا ہے۔ مگر وہ کنواری لڑکی اس سے قطعاً شرم نہیں کرتی۔ اور یہ واقعات سینکڑوں کی تعداد میں بازاروں گلی کوچوں میں ہوتے ہیں۔

## مصری دلہن

جب وہ دلہن بنا کر دولہا کے گھر بھیجی جاتی ہے کیونکہ یہاں رواج یہی ہے۔ کہ لڑکی کو دولہا کے گھر بھیجی جاتی ہے۔ دولہا لینے نہیں آتا۔ اسوقت اس کے بناؤ سنگار کر بالکل ننگے منہ موٹر میں سوار کرتے ہیں اور وہ ہنستی ہوئی اور باتیں کرتی ہوئی جاتی ہے۔ اسکو مطلقاً ماں باپ کی جدائی کا صدمہ نہیں ہوتا۔ پھر طرفہ ماجرا ہے یہ ہے۔ کہ اسکی بکارت کا جاتے ہی عورتوں کی ایک مجلس میں معائنہ کیا جاتا ہے۔ اگر باکرہ ہو تو خوشی ہوگی۔ ورنہ اسی وقت واپس کر دی جاتی ہے۔ بکارت کا معائنہ تو بذاتہ مصر جیسے ملک کے لئے برا نہیں۔ بلکہ ضروری ہے۔ مگر جس شرمناک طریق پر وہ بجا لایا جاتا ہے وہ قابل افسوس ہے۔ بلکہ سنتا ہوں۔ کہ فلاحین یعنی زمینداروں میں اس کو خون کو ایک سفید کپڑے پر لگا کر اور ایک بانس پر وہ کپڑا باندھ کر سارے گاؤں میں جلوس نکالتے ہیں یہ رسوم طبعاً لڑکی کے اخلاق پر گندہ اثر ڈالتی ہیں ان آزادیوں کا نتیجہ یہ ہے۔ کہ مصری عورتیں پارلیمنٹ کی ممبری کے مطالبے کرتی ہیں۔ مصری لڑکیاں اخبار فروش ہیں وہ ٹرام کے اسٹیشنوں اور بازاروں میں لڑکوں کی طرح سے بھاگ بھاگ کر اخبارات فروخت کرتی ہیں۔ وہ چھوٹی چھوٹی چیزوں کی پھیری کرتی ہیں۔ جس سے دن بدن انکی اخلاقی حالت گرتی چلی جاتی ہے۔ سگرٹ۔ شراب۔ کوکین وغیرہ نشے عام استعمال کرتی ہیں۔ بوٹ پالش کرنیوالوں کی دوکانوں پر مصری بیگمات مردوں کے پہلو بہ پہلو بیٹھ کر بوٹ پالش کراتی ہیں۔ اور مصر کی تجارت تو عورتوں کے سر پر چلتی ہے۔ دوکانداروں سے کسی قسم کا پردہ جائز نہیں۔ ملک میں میں نے خود چلتے چلتے ایسے دردناک واقعات دیکھے۔ میرا دل جل کر کباب ہو گیا۔ مگر آہ مصری قوم کو غیرت نہ آئی پر نہ آئی۔

غرض ایسے شرمناک نظارے دیکھنے میں آئے دن آتے ہیں کہ الامان۔ جس قوم کی مائیں بہن۔ بیٹیاں بے حیائی سے زندگی بسر کرینگی۔ پھر آگے اس سے جو اولاد پیدا ہوگی۔ وہ کیسی ہوگی۔

## کافی خانے

یہاں پر امرا کی یہ حالت ہے۔ کہ تین بجے سے کافی خانوں میں آکر بیٹھتے ہیں اور رات کے دو دو بجے جاتے ہیں یہاں بیٹھے ہوئے دوستوں سے ملاقات ہوتی ہے۔ اسجگہ وہ تاش شطرنج وغیرہ کھیلتے ہیں یہی انکی بیکاری کے مشغلے ہیں۔ شراب کے دور چلتے ہیں۔ بازاروں میں بیٹھے ہوئے اسلام کی حالت پر دیمارک ہو رہے ہیں۔ مصطفےٰ کمال پاشا کی فتوحات پر ہائے اور ہو ہو رہی ہے۔ سامنے شراب کے سرخ سرخ گلاس پڑے ہیں۔ بعض بعض مقامات پر انسداد الا خر ان سے بھی کام لیا جاتا ہے۔ مگر شراب کے گھونٹ پر کبھی الحمد للہ منہ سے نکل جاتا ہے۔ کوئی نہیں جو ان کو سمجھا سکے۔ کوئی نہیں جو ان کو منع کر سکے کہ تم کیسے بدوں بازاروں میں بیٹھ کر شراب پی کر اسلام کی توہین کرتے ہو۔ انکی زندگی کا فقط یہی مقصد ہے۔ جو حضرت مسیح موعود نے فرمایا ہے ؂

قوم میں ہم جو بھی پاتا ہوں جو ہیں دنیا کے کرم ٭ مقصد انکی زیست کا ہی شہوت و خمر و قمار
مَر کے بل چل رہی ہے انکی گاڑی روز و شب ٭ نفس و شیطاں نے اٹھایا ہے جیسے کہار
دین کے کاموں میں تو انکے لرزتے ہیں قدم ٭ ہیکٹ دنیا کیلئے ہیں نوجوان و ہوشیار
ملت و حرمت کی کچھ پروا نہیں باقی رہی ٭ ہو سکے کر دار پر شو نہیں ہیں بیٹے ڈکار
لاف زہد و راستی اور پاپ پے دل میں بھرا ٭ ہے زباں میں سب شرف اور نیچ دل جیسے چمار

جس سے صاف معلوم ہوتا ہے۔ کہ انکی زندگی کا کوئی مقصد نہیں اور نہ وہ حیات ملی سے واقف ہیں اور نہ حیات مدنی سے واقف ہیں انکے مکانات کو جا کر دیکھو بڑی بڑی عظیم الشان عمارتیں ہیں۔ مگر آدمی بہت کم بیں گے۔

## شراب خانے

ہر بازار میں شراب خانے ہیں۔ اور انکے اندر داخل ہونیوالے ترکی ٹوپی پہنے ہوئے نوجوان مصری مسلمانوں کی ایک جماعت عظیم ہوتی ہے۔ چلتے چلتے جہاں نظر اٹھاؤ۔ انگریزی اور فرانسیسی اور عربی میں لکھا ملیگا کافی خانہ اور شراب خانہ ہزاروں میں لاکھوں پونڈوں کی شراب یہاں روزانہ بکتی ہے۔ اور سب سے بڑا ظلم یہ ہے۔ کہ مسلمان خود ہی نہیں جاتے بلکہ بچوں کو بھی بعض اوقات لیجاتے ہیں

## لاٹریاں

یونانی اور فرنچ۔ اٹالین لوگ یہاں پر اکثر تاجر ہیں۔ ان کی مختلف تجارتوں کے علاوہ جو سب سے بڑی تجارت ہے وہ لاٹری ہے۔ ہر روز سینکڑوں لاٹریاں پڑتی ہیں اور کھلتی ہیں۔ بعض کمپنیاں مستقل طور پر لاٹری کا کام کرتی ہیں۔ ہزاروں پونڈ اس طرح سے روزانہ مصریوں کے ہاتھ سے نکل کر جا رہا ہے۔ اسمیں پانچ دس نمبر انہوں نے انعام کے رکھے ہوتے ہیں۔ اور کئی ہزار لاٹری روز بکتی ہے۔ جن کو کچھ نہیں ملتا۔ یہ حال تو لاٹریوں کا ہے۔ مگر اسکی بجائے مذہبی کاموں میں بالکل دلچسپی نہیں ہے۔ گذشتہ دنوں میں یہاں کی ایک خیراتی انجمن کا سالانہ اجلاس ہوا۔ اس کے لئے داخلے کا ٹکٹ تھا۔ وہاں کوئی تقریر نہ تھی۔ بلکہ لڑکوں نے جمناسٹک کے کھیل دکھائے باجا بجایا گا کر سنایا۔

الغرض ایک قسم کا سرکس کا کھیل یا تھیٹر بنایا۔ اس طرح سے لوگ اندر آگئے۔ اور ان ٹکٹوں سے کچھ چندہ مل گیا۔ گویا اس جگہ خیراتی کام کیلئے چندہ وصول کرنا ایک سخت مشکل امر ہے۔ اس کے لئے ان کے مذاق کے مطابق۔ کھیل کود دکھاؤ۔ مگر ہزاروں پونڈ کی لاٹریاں بکتی ہیں اور ایک پیسہ کسی کو نہیں ملتی۔

## ننگی تصویریں

شہر تو اسلامی ہے۔ حکومت بھی مسلمان ہے۔ اور علما کی ایک عظیم الشان فوج بھی ہے۔ جو بوقت ضرورت ریل کی پٹڑیاں اکھاڑ سکتی ہے۔ ٹرام کی پٹڑیاں توڑ سکتی ہے۔ بجلی کے بلب توڑ سکتی ہے۔ نہیں کر سکتی تو ان برے کاموں کو نہیں روک سکتی۔ عورتوں کے مادرزاد ننگی تصویریں لڑکے یہاں فروخت کرتے ہیں۔ بازاروں میں پھر پھر کر۔ وہ لڑکے جوان تصویروں کے بیچتے وقت ننگے اوصاف بیان کرتے ہیں۔ انکی اخلاقی حالت کا ہر ایک پڑھنے والا خود اندازہ لگا سکتا ہے۔ اور پبلک کا مذاق بھی خوب معلوم ہو سکتا ہے۔ جب کہ کثرت سے روزانہ بکتی ہے۔ تو سینکڑوں لڑکے صرف ان تصویروں کے ذریعہ اپنا پیٹ پالتے ہیں۔ آہ افسوس تو یہ ہے کہ یہ حالت ہے اس شہر کی جو اسلامی سلطنت کا دارالخلافہ ہے۔

## سینما تھیٹر۔ ناچ گھر

سینما میں تو مجھ کو خود ایک دو دفعہ بعض دوستوں کے ساتھ جانیکا اتفاق ہوا۔ مگر تھیٹر وغیرہ کا حال کچھ تو خیال سے اور کچھ سن کر معلوم کر لیا۔ وہاں مردوں کے ساتھ ساتھ عورتوں کی بھی وہی کثرت ہے جو مردوں کی ہے۔ انہیں وہ مخرب الاخلاق واقعات دکھائے جاتے ہیں کہ الامان۔ مگر کوئی نہیں جو صدا برخلاف اٹھائے۔ جب عورتیں یورپ کے طرز عمل کو دیکھتی ہیں۔ تو اس کے مطابق وہ بھی کرنا چاہتی ہیں۔ چھوٹے چھوٹے بچوں کی ایک فوج ہوتی ہے۔ جو ان حالوں میں بھری ہوئی ہوتی ہے۔ ناچ گھروں میں عام طور پر فحش ناچ ہوتے ہیں۔ ایک ناچ گھر کے اوپر تو ننگی تصویریں بازار کی طرف کی دیوار پر بنائی ہیں جو اشتہار ہے اس امر کا کہ یہاں ننگا ناچ ہوتا ہے۔ کیا اس ناچ گھر میں کبھی کوئی مسلمان نہیں گیا؟ نا ممکن جاتے ہیں اور بہت کثرت سے مگر کوئی نہیں۔ جو اس کے خلاف بولے۔

بچے بھی ہوتے ہیں۔ اور عورتیں بھی۔ لڑکیاں بھی۔ کیا ان ہی خیالات سے وہ متاثر نہیں ہوتے۔ اور وہ بچے آوارگی نہیں پکڑتے۔ پکڑتے ہیں اور ضرور پکڑتے ہیں۔ مگر افسوس تو یہ ہے۔ کہ اب انکو سمجھانے والا کوئی نہیں۔

## ظاہری مسجد

مصر کے پرانے سلطانوں میں سے ایک سلطان ظاہر ہوا ہے۔ اس کی ایک بہت بڑی مسجد تھی۔ جو ایک مدت تک فوجی لشکر کا شاک بنی رہی۔ اور اب اس کی توڑے در میانی عمارت توڑ کر باغیچہ بنا دیا گیا ہے۔ وہاں لوگ آکر بیٹھتے ہیں۔ اور نہایت مکروہ اخفال اور حرکتیں کرتے ہیں۔ یہ مسجد کی عزت ہے۔ ہندوستان میں کانپور کی مسجد کا واقع سب کو معلوم ہے۔ مگر یہاں مسلمانوں حکومت ہوتے ہوئے مسجد کا یہ حال ہے۔ اور کوئی نہیں۔ جو اتنا ہی کہے۔ کہ حضور اس کو پھر مسجد بنا دیں۔ اور حقیقت یہ ہے۔ کہ اگر وہ مسجد رہتی۔ تو وہاں نماز کس نے پڑھنی تھی۔ اب تو ہزاروں آدمی وہاں سیر کرتے ہیں۔

## رنڈیوں کو آزادی

رنڈیوں کی حریت تامہ ہے وہ بازاروں میں تقریباً ننگی ہی پھرتی ہیں اور اس